قدیم اور جدید اودھ-
ایک مختصر تعارف اور کی چشتی نسبتیں

[**ماخوذ**-آئینۂ ہندوستان شیخ اخی سراج الدین عثمان-احوال وآثار **از** علامہ مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی؛ ص:74-82؛ ناشر-شیخ الاسلام ٹرسٹ، احمد آباد/ اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدر آباد، دکن؛ 1439ھ/ 2018ء-]

اودھ یا اجودھیا- مختصر قدیم تاریخ

1-اجودھیا کا پہلا قدیم دور:

ریاست اودھ کے قیام سے بہت پہلے یہاں ایک آبادی تھی جس کا نام ایودھیا تھا، یہ آبادی آج بھی ہے۔اور ضلع فیض آباد اتر پردیش کا ایک شہر ہے۔ ہندوں کے مطابق یہ شہر رام کی جائے پیدائش ہے۔ اودھ کا شمار قدیم شہروں میں ہوتا ہے، یہ بھکشوں، جینی رہنماؤں، سادھوسنتوں اور مسلم علما و مشائخ کا مرکز رہا ہے، یہ شہر سب کے نزدیک مقدس مانا جاتا ہے۔ یہ مشاہیر علما و مشائخ کی جنم بھوم ہے اور نابغۂ روزگار شخصیات کی ہجرت گاہ بھی ہے۔ بقول حضرت حسن نظامی ثانی یہ ''چشت نگر'' ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے صدیوں پہلے یہاں کوشل خاندان کی آبادی تھی، اس خاندان کی راجدھانی اجودھیا تھی۔ سورج ونشی خاندان کا راجا دشرت نے بھی اجودھیا ہی کو راجدھانی بنایا تھا، راجا دشرت کے بیٹے کا نام رام چندر تھا۔ ہندو دھرم کے ماننے والے لوگ اجودھیا کو رام جنم بھومی مانتے ہیں۔ والمیک نے اپنی رمائن میں راجا دشرت کے زمانے میں اجودھیا کو مہذب اور معاشرتی اعتبار سے بہت ترقی یافتہ لکھا ہے۔ ہندو روایات کے مطابق سب سے پہلے برہما نے اس سرزمین پر قدم رکھا اور منو کو حکم دیا کہ اجودھیا کو راجدھانی بناؤ۔

قدیم زمانے میں ایودھیا/اجودھیا ''ہندو ملک'' کوسالہ (Kosala) کا صدر مقام تھا۔ اس شہر کا ایک دوسرا نام ساکیٹ (Saket) بھی ملتا ہے جو گوتم بدھ کے زمانے میں مشہور تھا، اسے ساکیٹا (Saketa) بھی کہتے تھے۔ اجودھیا/ ایودھیا کے نام کے تعلق سے اور بھی کئی اقوال ملتے ہیں، ایک قول کے مطابق لفظ ''ایودھیا''، بادشاہ ''ایودھ'' (Ayodh) کے نام پر رکھا گیا ہے جو بمطابق ہندو کتب رام کا جد اعلیٰ تھا۔

دوسرے قول کے مطابق جو زیادہ معتبر مانا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ''ایودھیا'' لفظ ''أ'' اور ''یودھ'' سے بنا ہے جس کا مطلب ہے: وہ شہر جو یودھ (جنگ) سے فتح نہیں کیا جا سکتا ہے۔

خواجہ حسن نظامی متولی و سجادہ نشیں خانقاہ نظامیہ چشتیہ دہلی نے اودھ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''اجودھیا جس کو ایودھیا یا اودھ بھی کہا گیا ہے، مجھے نہیں معلوم اس کا یہ نام کیوں پڑا، کبھی کبھی خیال ہوتا ہے کہ کہیں اس نام کو ''امن و امان'' یعنی وہ جگہ جہاں یدھ یا لڑائی نہ ہو کے حوالے سے تو اجودھیا یا ایودھیا نہیں کہا گیا۔''[۱]

ڈاکٹر رضی احمد کمال نے تاریخ اودھ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''راجا دشرت کے زمانے کے اودھ کی تہذیب و تمدن کا ذکر والمیکی رامائن میں پہلی بار بہت تفصیل سے کیا گیا ہے، اور اس وقت کے معاشرے کو ایک ترقی یافتہ معاشرہ لکھا گیا ہے۔ وقت کے نشیب و فراز سے گزرتے ہوئے اودھ کا یہ صوبہ ایک بار پھر ایک مملکت بن گیا اور اس کا دار السلطنت پھر ایودھیا ہی قرار پایا۔ اودھ اتر پردیش کے پوربی حصہ میں واقع ہے۔''[۲]

مولانا سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ:

''بدایوں اور کڑہ سے ملا ہوا وہ صوبہ جس کو اودھ کہتے ہیں، یہ اصل میں اس شہر کا نام تھا، جس کو رام اور لچھمن کے مولد بننے کا شرف حاصل ہے، جو اب بھی فیض آباد کے پاس ایودھیا کے نام سے مشہور ہے، مسلمانوں نے اس کو اپنے تلفظ میں اودھ کیا اور ایک پورے صوبہ کا نام رکھا۔''[۳]

۱۔ مختصر تاریخ مشائخ اودھ، ڈاکٹر رضی احمد کمال، ص:۵، ۶، پیش لفظ، مطبوعہ الحسنات بک پرائیویٹ لمیٹیڈ، دریا گنج نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۰۶ء-

۲۔ نفس مرجع، ص:۱۵، ۱۶-

۳۔ حیات شبلی، مولانا سلیمان ندوی، ص:۳۹، ناشر دار المصنّفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، سال اشاعت ۲۰۰۸ء-

اجودھیا کی قدیم اسلامی تاریخ:

مسلمانوں نے بھی اجودھیا کو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے آباد مانا ہے۔ یہاں پر حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف دو لمبی لمبی قبریں منسوب ہیں، آج بھی ان قبروں کی زیارت کی جاتی ہے۔

شہر ایودھیا کی اسلامی حیثیت اجاگر کرتے ہوئے محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی لکھتے ہیں کہ:

''اجودھیا کی بنیاد مسلم ہاتھوں سے پڑی اور وہ خالص اسلامی مقام ہے۔ مشرکین نے راجہ دشرت کے زمانہ سے اس پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے اور رام و لچھمن کا جنم بھوم قرار دے کر اپنے مذہبی مقاموں میں اس کا شمار کر لیا ہے جس کے خلاف اجودھیا کے کھنڈرات کی روشن شہادت موجود ہے۔ موجودہ آبادی میں اور اُس کے چاروں جانب اگر غیر ملکی سیاح گھومے تو بیشمار مسجدوں اور لا تعداد درگاہوں کے آثار قدیمہ زبان حال سے کہیں گے کہ یہ آبادی اسلامی دور کی زبردست یادگار رہے۔ گنج شہیداں و مقابر اولیا اللہ کا واقعی شمار تو اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے لیکن وہ سیاح میلوں تک اس منظر کو دیکھ کر قطعی فیصلہ کر دے گا کہ اجودھیا اسلامی مقامات مقدسہ سے ہے اور مشرکین کا ہر جانب درمیانی اور وقتی قبضہ ان شہادتوں کی موجودگی میں محض غصب ہے۔

اسلامی دور حکومت میں اس آبادی کو اودھ کہتے تھے اور یہاں کے رہنے والوں کو اودھی لکھا کرتے تھے اگرچہ اس لفظ اودھ کی وسعت نے صوبہ کی صورت اختیار کر لی ہے، مگر اب تک اہل علم ''اودھی'' کا ترجمہ: ساکن اجودھیا، کرتے ہیں۔''(۱)

2-اجودھیا کا دوسرا مسلم دور:

حضرت محمود غزنوی (360-421ھ/ 971-1030ء) اور حضرت سید سالار مسعود غازی (404-425ھ/ 1014-1034ء) کے دور میں یہ علاقہ مسلمانوں کے اقتدار میں آیا۔ اسی زمانے میں باضابطہ مسلم آبادیاں قائم ہونے لگیں۔

3-دہلی سلطنت کا دور:

دہلی سلطنت کا آغاز 602ھ/ 1206ء میں قطب الدین ایبک نے کیا۔ سلطان شمس الدین التمش (607-633ھ/ 1211-1236ء) کے زمانے سے لیکر دہلی سلطنت کے پہلے دور کے اختتام یعنی 689ھ/ 1290ء تک ایودھیا صرف اکیلا ایک شہر ہی نہیں رہا، بلکہ اس وقت اطراف واکناف پر مشتمل وہ ایک علاقہ بن چکا تھا، اور شہر ایودھیا پورے اودھ کا صدر مقام بن چکا تھا۔

4-شرقی سلطنت کا دور:

ناصر الدین محمد شاہ تغلق کا وزیر ''خواجہ جہاں'' ملک سرور نے 796ھ/1394ء میں شرقی حکومت کی بنیاد رکھی اور ایودھیا جونپور سلطنت/ شرقی سلطنت کا حصہ بن گیا۔ پھر شرقی سلطنت کا آخری بادشاہ حسن شاہ کو بہلول لودھی نے 882ھ/1478ء میں شکست دی اور سکندر لودھی نے جونپور و اودھ کو واپس دہلی سلطنت میں شامل کر لیا۔

5-مغلیہ سلطنت کا دور:

مغلیہ سلطنت کا بانی بادشاہ بابر (۱۴۸۳ء تا ۱۵۳۱ء) کی 935ھ/ 1528ء میں بنائی ہوئی معروف بابری مسجد بھی اسی شہر میں واقع تھی جسے دسمبر ۱۹۹۲ء کو بعض شر پسند و فرقہ پرست عناصر [کارسیوکوں] نے منہدم کر دیا۔

998ھ/ 1590ء کے آس پاس ''اودھ'' ایک الگ صوبہ قرار دیا جا چکا تھا؛ بادشاہ جلال الدین اکبر کے زمانے میں یہ صوبہ ''اودھ''، پانچ سرکاروں پر مشتمل تھا: اودھ، لکھنو، بہرائچ، خیر آباد اور گورکھپور۔

اسی تاریخی شہر کا دوسرا بگڑا ہوا نام اودھ ہے، دونوں لفظوں کے بنیادی حروف بھی ایک ہی ہیں، قدیم زمانے میں پورے علاقۂ اودھ کا مرکزی اور بڑا شہر ایودھیا ہی تھا، رفتہ رفتہ مزید علاقے شامل ہوتے گئے یہاں تک کہ ۱۷۲۳ء میں اودھ ایک وسیع ریاست بن گیا اور اس کی راجدھانی لکھنؤ قرار پائی۔

6-نوابوں کا دور (اودھ جدید):

ایک زمانہ ایسا آیا کہ اودھ قدیم نے اودھ جدید کا روپ دھار لیا اور ایک نہایت وسیع وعریض ریاست کا درجہ اختیار کر لیا، اس کا بانی نواب امیر سعادت خان (۱۷۲۲ء تا ۱۷۳۹ء) قرار پایا، نواب صفدر جنگ (۱۷۳۹ء تا ۱۷۵۴ء) اور نواب شجاع الدولہ (۱۷۵۴ء تا ۱۷۷۵ء) نے بڑی زیرکی و بہادری سے اس کی ترقی کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دی، روہیل کھنڈ کے حکمراں نواب حافظ رحمت خان (۱۷۴۹ء تا ۱۷۷۴ء) کی شکست کے بعد پورا روہیل کھنڈ، اودھ میں ضم ہو گیا، اور اودھ کی حدود گورکھپور سے دریائے جمنا تک پھیل گئیں، دھیرے دھیرے یہ ریاست انگریزوں کی زیرنگیں آتی

۱۔ ماہنامہ اشرفی، جلد نمبر 2/ شمارہ نمبر 11؛ ربیع الآخر 1343ھ/نومبر 1924ء۔

گئی، نواب سعادت علی خان کے زمانے میں روہیل کھنڈ، کانپور، الہ آباد، اعظم گڑھ اور گورکھپور پر انگریزوں نے قبضہ کرلیا اور نواب واجد علی شاہ (۱۸۵۴ء تا ۱۸۴۷ء) کے زمانے میں پوری ریاست کا خاتمہ ہوگیا، لکھنؤ میں آج بھی اودھ کی شان نظر آتی ہے۔''(۱)

اودھ جدید کے فرماں رواؤں کے تعلق سے ڈاکٹر رضی احمد کمال نے لکھا ہے کہ:

''اودھ کے جدید فرماں راؤں میں درج ذیل نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سید محمد امین نواب سعادت خان، برہان الملک مرزا مقیم، ابو المنصور بہادر صدر جنگ شجاع الدولہ جلال الدین حیدر، آصف الدولہ بہادر، مرزا امانی، مرزا وزیر علی خان آصف جاہ، نواب سعادت علی خان، غازی الدین حیدر، نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی، رفیع الدین حیدر محمد مہدی عرف مناجان، مرزا امجد علی شاہ عادل، واجد علی شاہ۔''(۲)

اودھ یا اجودھیا کی مذہبی اہمیت

ڈاکٹر رضی احمد لکھتے ہیں کہ:

''اودھ میں بھی خاص طور پر سرزمین ''ایودھیا'' کو ایک خاص مذہبی وروحانی مرکزیت زمانہ قدیم سے حاصل رہی ہے۔ اس سرزمین نے جہاں کبھی بدھوں کو اپنی طرف راغب کیا تو کبھی جینیوں کو یہاں پھلنے پھولنے کے راستے فراہم کئے اور کبھی سادھوسنتوں کے ساتھ مسلم علما اور صوفیا و مشائخ وقت کے قافلوں کو یہاں خیمہ زن ہونے کے مواقع فراہم کئے۔''

چند سطور کے بعد مزید رقم طراز ہیں کہ:

یہ اجودھیا ہی کی سرزمین تھی کہ جہاں کے مندروں کے گھنٹوں کی آواز، سادھوؤں وسنتوں کے منتر، مسجدوں کی اذانیں اور صوفیا و مشائخ کے ذکر واذکار سب کو مسحور کرتے رہے۔ یہ اسی سرزمین کی کشش تھی کہ جس نے مختلف طریق سلاسل کے صوفیا و مشائخ کو یہاں اپنا مسکن بنالینا پسند کیا اور پھر یہ حضرات اپنی زندگی کی آخری سانس تک اپنے فرائض کو ادا کرتے ہوئے یہیں کی خاک میں دفن ہوگئے جن کے آثار وعلائم آج بھی یہاں کی مسجدوں اور مزاروں کی شکل میں موجود ہیں، اگرچہ ان میں اکثر کی حالت بہت خستہ ہوچکی ہے یا پھر وہ بالکل اجڑی ہوئی حالت میں ہے۔''(۳)

ڈاکٹر رضی احمد کمال صاحب نے ایودھیا کی مذہبی مرکزیت کی تفصیل لکھنے کے بعد خلاصہ بیان کرتے ہیں کہ:

''ان ساری تفصیلات سے یہ بات پوری طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ پچھلی صدیوں میں اجودھیا ایک مقدس مرکز ہونے کی حیثیت سے کبھی بودھوں کا مرکز توجہ رہا تو کبھی جینیوں نے یہاں اپنی عقیدت کے نذرانے نچھاور کیے تو کبھی وشنومت کے پجاریوں کا مقصود نظر بنا اور کبھی علمائے اسلام اور مشائخ طریقت نے اسے اپنی علمی وروحانی سرگرمیوں کا محور و مرکز بنا کر یہیں کے ہو رہے یعنی یہیں کی خاک میں دفن ہوکر آج بھی بہت سے مقابر و مساجد کی شکل میں موجود ہیں۔''(۴)

اودھ یا اجودھیا کی چشتی نسبت

حضرت حسن نظامی ثانی لکھتے ہیں کہ:

''سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے مریدوں اور خلفا میں اکثر اہل اودھ کے نام آتے ہیں، اور ان کے ساتھ صابریہ سلسلہ کے بھی اکابرین یہاں آرام فرما ہیں۔ اس علاقہ کو اگر ''چشت نگر'' کہا جائے تو کچھ غلط نہ ہوگا۔ سیر الاولیا وغیرہ تذکروں میں ان چشتیوں، نظامیوں کو جو اودھ سے نسبت رکھتے تھے بطور خاص ''یاران اودھ'' کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ وہ بڑے بزرگ تھے ان کی باتیں بھی بڑی یادگار ہیں ہمیں تو ان سے نسبت رکھنے ہی میں فخر ہے۔''(۵)

۱۔ مختصر تاریخ مشائخ اودھ، ڈاکٹر رضی احمد کمال، ص:۱۶، پیش لفظ، مطبوعہ الحسنات بک پرائیویٹ لمیٹیڈ، دریا گنج نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۰۶ء۔

۲۔ مختصر تاریخ مشائخ اودھ، ڈاکٹر رضی احمد کمال، ص:۱۶، پیش لفظ، مطبوعہ الحسنات بک پرائیویٹ لمیٹیڈ، دریا گنج نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۰۶ء۔

۳۔ ڈاکٹر رضی احمد کمال، مختصر تاریخ مشائخ اودھ، ص:۱۱، ۱۲، مطبوعہ الحسنات بکس پرائیویٹ لمیٹیڈ، دریا گنج نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۰۶ء۔

۴۔ تفصیل دیکھئے: نفس مرجع، ص:۲۵-۲۹۔

۵۔ ڈاکٹر رضی احمد کمال، مختصر تاریخ مشائخ اودھ، ص:۹، خواجہ حسن نظامی ثانی، پیش لفظ، مطبوعہ الحسنات بکس پرائیویٹ لمیٹیڈ، دریا گنج نئی دہلی، سال اشاعت ۲۰۰۶ء۔

اودھ/اجودھیا واطراف کو جن اولیا نے اپنے وجود سے مدینۃ الاولیا بنایا ان کی مختصر فہرست:

1-حضرت شیخ قدوۃ الدین چشتی اودھی (مرید وخلیفہ شیخ عثمان ہارونی)
2-حضرت شیخ داؤد بن محمود چشتی اودھی (مرید وخلیفہ گنج شکر)
3-حضرت شیخ مولانا بدر الدین اودھی۔
4-حضرت شیخ نصیر الدین محمود بن یحی چشتی اودھی، چراغ دہلی (مرید وخلیفہ محبوب الٰہی)
5-حضرت آئینۂ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان رحمۃ اللہ علیہ (656~758ھ/1258~1357ء)(مرید وخلیفہ محبوب الٰہی)
6-حضرت شیخ محی الدین کاشانی چشتی (مرید وخلیفہ محبوب الٰہی)
7-حضرت شیخ جلال الدین چشتی اودھی (مرید وخلیفہ محبوب الٰہی)
8-حضرت شیخ جمال الدین چشتی اودھی (مرید وخلیفہ محبوب الٰہی)
9-حضرت شیخ علاء الدین نیلی چشتی اودھی (مرید وخلیفہ محبوب الٰہی)
10-حضرت شیخ محمد بن یحی چشتی اودھی (مرید وخلیفہ محبوب الٰہی)
11-حضرت شیخ فرید الدین اودھی شافعی۔
12-حضرت شیخ زین الدین چشتی اودھی (مرید وخلیفہ چراغ دہلی)
13-حضرت شیخ شمس الدین صدیقی چشتی اودھی (صاحب حضرت سید اشرف جہاں گیر سمنانی)
14-حضرت شیخ شہاب الدین مداری اودھی۔
15-حضرت شیخ فتح اللہ اودھی بن نظام الدین صوفی۔
16-حضرت شیخ قاسم بن برہان الدین اودھی۔
17-حضرت شیخ محمد قاسم اودھی۔

[**ماخوذ**-آئینۂ ہندوستان شیخ اخی سراج الدین عثمان-احوال وآثار **از** علامہ مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی؛ص:74-82؛ناشر-شیخ الاسلام ٹرسٹ، احمد آباد/اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدر آباد، دکن؛1439ھ/2018ء-]